



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين ﷺ

ڪاڪِ تِل

لز

فیض ملت، شمس المصنفین، استاذ العرب والجم، مفسر اعظم پاکستان، صاحب تصاویر کثیرہ
حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمۃ القوی

نوت: اگر اس کتاب میں کپورزگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل
ای میل اینر لیس پر مطلع کریں تاکہ اس غلطی کو صحیح کر لیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده و نصلی نسلم على رسو له الكري

اما بعد! حضرت انس اللہ تعالیٰ کی شان کا بہترین مظہر ہے خود اللہ تعالیٰ نے اسے خوب شرف بخشنا۔ عالم کیسا کا نمونہ اسے بنایا کہ اس کی صیر کا مرتبہ عطا فرمایا۔ اسی لیے اس کا ہر پروگرام مزراا ہے۔ ہم نے اس کے کالے تل پر بحث کرنی ہے کہ یہ بھی اس کی شخصیت کا ترجمان ہے جیسے انس کا رنگ اس کی شخصیت کی ترجمانی کرتا ہے۔
چنانچہ انسانی اجتناس اور ان کی اقسام کے بارے میں مفکرین کی رائے ہے کہ انسان کو پانچ (۵) قسم کی اجتناس میں

تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) قفقاسی یا سفید جنس

(۲) زنجی یا سیاہ جنس

(۳) منگولی یا زرد جنس

(۴) گندی یا ملایاںی جنس

(۵) بُرِّ اعظم کے قدیم باشندے یعنی سرخ جنس

بعض لوگوں نے اس تقسیم کو مختصر کر کے تین (۳) اقسام میں محدود کر دیا ہے۔ زرد، گندی اور سرخ۔

گندی یا سیاہ جنس والے بعض صفات میں مختلف ہیں جیسا کہ ڈاکٹر سائیمس اپنی کتاب "الاجناس القديم" میں لکھتا ہے کہ بلاشبہ جہشیوں یا کالوں کا چہرہ لمبورہ اور نتھنے کشادہ ہوتے ہیں۔ ان کی تھوڑی سکڑی اور پتلی ہوتی ہے۔ ان کے ہونٹ موٹے بحدے اور دانت بڑے ہوتے ہیں۔ عام طور پر ان کی عقل ڈاڑھ جلد نکل آتی ہے لیکن دیر میں ٹوٹتی ہے۔ ان کی کھوپڑی پھیلی ہوتی اور بازو لبے ہوتے ہیں۔ ان کی پنڈلی کا گوشت موٹا اور بحدا ہوتا ہے۔ اور ان کے پیروں کی ہڈی پھیلی ہوتی اور انگوٹھا کڑا ہوا ہوتا ہے۔ فنون (فن کی طرح) کی طرف ان کا میلان بالعموم کم ہوتا ہے البتہ وہ گانے بجانے کے شوقین ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ احساس و شعور سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ غور و فکر کی دعوت اسے زیادہ متاثر نہیں کرتی۔

سیاہ قام لوگوں میں رنگ کی سیاہی جسمانی کھال یا جلد کی گہرائی تک نہیں پہنچتی ہے۔ تمام انسانی کھال کی اوپری جھلی

تک محمد وہ ہوتی ہے جو کھال سے ملی ہوئی ہوتی ہے جسے ہم ”بشرہ“ کہتے ہیں۔ یہ سیاہی اندر کی سطح تک نہیں پہنچتی۔ اس یہ سے ظاہر ہوا کہ مخفی جلد کے رنگ کا سیاہ ہونا کسی انسان کے کمتر یا اندر سے سیاہ کی علامت نہیں ہے جس کی وجہ سے اُسے کمتر تصور کیا جائے۔

اسلام وہ پہلا اور منفرد مذہب ہے جس نے آج سے سینکڑوں برس قبل رنگِ نسل، کالے گورے، امیر و غریب اور عرب و عجم کی تمیز اٹھادی اور بنی نوع انسان کے تمام افراد کو ایک سطح پر لا کر کھڑا کر دیا۔

— ایک ہی صفت میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز

شہ کوئی بندہ رہا، شہ کوئی بندہ تو از

اسلام نے مادی زندگی اور اُس کے اقدار کو روحاںی زندگی کے اعلیٰ اقدار کے ماتحت کر کے ہر قسم کی اونچی نیچ کا ہمیشہ کے لیے خاتمه کر دیا، اس کی مثال رسول اللہ کے ملیتیہ نام صاحبہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی جماعت ہے جس میں ایک طرف حضرت ابو بکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم جیسے خلفاء راشدین اور اہل مکہ کے معزز ترین خاندانوں سے تعلق رکھنے والی ہستیاں ہیں اور دوسری طرف انہی نفووس قدیسه کے درمیان شان و اعزاز کے ساتھ زندگی برکرنے والے حضرت بلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن رباح بھی ہیں جو ایک غریب ضعیف جبشی النسل غلام تھے۔ لیکن اتنی عظیم اشان شخصیت کہ بڑی سے بڑی قد آور شخصیات اُن کے سامنے اقل قلیل (بہت ہی کم) نظر آتی ہیں۔

تل سے شخصیات کا تعارف

تل اکثر انسانوں میں جسم کے مختلف مقامات پر ہوتے ہیں وہ جہاں ہو وہی اُسی شخصیت کا تعارف ہے کیونکہ تل کا رنگ اُس کا محل و قوع اور اُس کی بناوٹ انسانی کردار کے مختلف پہلوؤں کو کھولنے کا کام کرتے ہیں۔ گول تل انسان کی اچھائیوں کو ابھارتے ہیں۔ تکون نے تل درمیانے درجے کی خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں۔ ترچھے اور توکیلے تل اچھائی اور رُمائی دونوں کی اطلاع دیتے ہیں۔ بلکہ رنگ والے سب سے بہتر اور خوش نصیبی کی علامت ہوتے ہیں۔ کالے تل عمدہ نتائج سے قبل آنے والی دشواریوں کے غماز (اشارے) ہوتے ہیں۔

یہ تھیں عامی باتیں آئیے اب شخصیت اور کروار تل کے آئینہ میں دیکھیں۔

آنکھ کے اندر تل: صلاحیتوں پر غربت کا سایہ رہتا ہے اگر یہ آنکھ کے سرے پر ہو تو ایسا شخص ایماندار اور قابل بھروسہ ہوتا ہے۔ اسے شفقت کا رویہ درکار ہوتا ہے اور حوصلہ بڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ماتھے پر قتل: اگر پیشانی پر ہو تو صاحبِ زر و مال ہوتا ہے اور اس کے تمام ارادے پورے ہوتے ہیں۔ اور اگر ماتھے کے بیچوں نجح یعنی درمیان میں ہو تو عزتِ دولت منصب ہوتی ہے اور خوشیاں ملتی ہیں۔ اگر دائیں یا بائیں ہوں تو پھر بھنوؤں کی خصوصیات میں دیکھئے۔

گالوں پر قتل: کسی بھی گال پر ہونہا یت گھری مستقل مزاج شخصیت کی علامت ہے۔ یہ آدمی ہر معاملے میں درمیانہ روئے کا قائل ہوتا ہے اور شدت پسند نہیں ہوتا۔ اسے روپے پیسے کی کچھ ہوس نہیں ہوتی۔ اس کے بغیر بھی خوش رہ سکتا ہے۔ بائیں جانب گال کا تل بے وقاری کی دلیل ہے وہ خود بے وقار ہو گایا اس کے یار، دوست، خویش (قریب رشتہ دار) واقارب اُس سے بے وقاری کریں گے۔

ٹھوڑی پر قتل: کسی بھی جانب کیوں نہ ہو۔ بڑی اچھی علامت ہے، قابلِ رشک شخصیت ہوتی ہے یہ لوگ ہمدرد، پُرمحبت اور فیاض ہوتے ہیں۔ انہیں منفرد حضرات سے لگاؤ ہوتا ہے دوسرے لوگوں کی اچھی باتیں اپنانے کا فن انہیں خوب آتا ہے کسی قسم کی ذمہ داری انہیں بلا خوف و خطر سونپی جاسکتی ہے۔

کان پر قتل: یہاں تل بہت کم ملتا ہے۔ اگر مل جائے تو کیا کہنا غیر متوقع دولت کی نشانی ہے۔

سینہ پر قتل: ایسا مرد مالدار ہوتا ہے۔ اگر عورت کے ہو تو وہ عقل مند ہوتی ہے اور اس کی زندگی خوشی سے گزرتی ہے۔ مگر بعض کے نزدیک سخت غصہ و رخصیت کی پہچان ہے کاہلی اور تکون (چپل اور چمچوراپن) اس کے حامل میں بہت ہوتی ہے۔ اس میں عزائم پسندی نہیں ہوتی اور جامہ قسم کا انسان ہوتا ہے۔ اگر تل بائیں طرف ہو (عورت اور مردوں کے لیے) تو صورت حال دوسری ہوتی ہے۔ حامل بے حد باعل اور طرار (چالاک اور ہوشیار) ہوتا ہے۔ روپیہ پسیر کمانے میں بہت تیز ہوتا ہے۔

بازوں پر قتل: اگر حامل مرد ہے تو علامت ہے کہ خوش اخلاق ہونے کے علاوہ ایسا شخص محنتی، خوش مزاج اور اچھے تعلقات رکھنے والا ہوتا ہے۔ اگر یہی تل کہنوں کے نزدیک ہوتا یہ شخص کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے خاصی جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ عورتوں میں یہی خصوصیات زیادہ ملتی ہیں مگر وہ اپنے پیشے میں دشواری کا شکار رہتی ہیں۔

اگر بازو راست (سیدھے بازو) پر ہو تو پخت و چالاک اور خوب جھوٹ بولنے والا ہوتا ہے۔ اگر عورت کے ہو تو وہ سوائے اپنے شوہر کے کسی اور کوئی نہیں چاہتی۔

بغل میں قتل: بائیں بازو کے بغل پر قتل ہو تو بچپن میں شدید مصائب (تکلیفوں اور مصیبوں) کا سامنا رہتا ہے۔ مگر

مستقبل بے شک تاہنا ک ہوتا ہے۔ دائیں بازو کے بغلوں پر ہو تو مستقبل میں چوکس اور ہوشیار رہنا پڑتا ہے تاکہ مستقبل کی دشواریوں سے نپٹا جاسکے۔

کھنی پر تل: سفر کی بے پناہ خواہش ہوتی ہے مگر بے حد غیر مستقل مزاج، متذبذب (کشکش میں پڑنے والا) ذہنیت، فنوں لطیفہ سے بے پناہ رغبت رکھنے والے ہوتے ہیں اور یہ لوگ چاہیں تو بہت کام سکتے ہیں مگر مشکل سے ہی ہاتھ پر ہلاتے ہیں۔

ہاته پر تل: بے حد باصلاحیت شخص کی پیچان ہے۔ ایسے شخص کو دولت عزت اور شہرت سمجھی کچھ میر آتا ہے۔

ہتھیالی پر تل: اگر ہتھیالی پر کسی جگہ ہو تو دست شناسی (ہاتھ دیکھنے کا علم) کے اصولوں کے تحت پڑھے جاتے ہیں۔ لیکن عام طور پر انہیں اچھا نہیں سمجھا جاتا اور عموماً انہیں حادثوں کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔

گردن پر تل: غیر متوقع دولت اگر سامنے ہو تو دونوں جانب میں سے کسی بھی سمت ہو تو ایسے شخص کا رویہ نامناسب ہوتا ہے۔ اگر عقب میں ہو تو ضرورت ہوتی ہے کہ ہاتھ روک کر خرچ کیا جائے۔

ہونشوں پر تل: نہایت فیاض شخصیت ہوتے ہیں۔ اس آدمی کو ہمیشہ بہتر سے بہتر ماحول کی جستجو پر یہاں رکھتی ہے۔ تاہم اب پر ہل کا نشان خوش اخلاقی اور خوش مزاجی کی علامت ہوتا ہے۔

ناک پر تل: ایک مخلص دوست مگر مغلون (غیر مستقل) مزاج ہوتا ہے۔ یہ آدمی ہمہ وقت روپیہ بنانے کے چکر میں رہتا ہے۔ خواہ منصوبہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو۔ **بزم قیضانِ اُولیٰ**

کلانی پر تل: کفایت شعار، طبائع (غیر معنوی ذہین)، خوش تدبیر، ایجاد کامہر، قابل بھروسہ۔ اگر عورت کے ہو تو صرف ایک شادی مرد کی کلانی پر ہے تو دو شادیاں بھی ہو سکتی ہیں۔

کاندھوں پر تل: بے تاب اور یہاں صفت (پارے کی طرح بے چین)، سیر و سفر کا جویا، داہنے کا ندھے پر دور اندیشی، کفایت شعاری، بہت محنتی اور اچھا شوہر یا اچھی بیوی، اگر بائیں کندھے پر ہو تو قناعت پسند ہوتا ہے۔

پیٹ پر تل: ایسے اشخاص خود اپنے آپ پر بہت توجہ دیتے ملتے ہیں۔ خود کھاتے پیتے ہیں اور روپیہ اڑانے میں ماہر ہوتے ہیں۔ ان میں ویسے تو ٹھنڈے مزاج والے لوگ بھی ملتے ہیں۔ انہیں اپنے اوپر اچھا اختیار ہوتا ہے۔

پیٹھ پر تل: پیٹھ پر تل والے کسی قسم کی سودے بازی سے قبل از حد محتاط رہیں اور جب تک سودا کھرانہ ہو ہاتھ نہ ڈالیں۔

ناف پر تل: مرد ہو تو بے حد خوش نصیب، عورت ہو تو اسے بہت سے بچوں کی خواہش ہو گی۔

جانکہ (ران) پر تل: دا کیس جانکہ پر خراب صحت، خواہ آدمی خوشحال ہی کیوں نہ ہو۔ با میں جانکہ پر خراب صحت اور غربت کی علامت ہے۔

کولہوں پر تل: ایسے لوگ عزم پسند نہیں ہوتے جو کچھ مل جائے اُس پر قانع (قاعدت کرنے والے) ہو جاتے ہیں۔ خواہ غریب ہی کیوں نہ رہیں۔ ہاتھ پر نہیں ہلاتے۔

ران راست پر تل: مرد ہو تو سرال والے صاحب جاسیداد ہونگے اور عورت باوفا ملے گی اور ہمیشہ خوش رہیں گے اگر عورت کے ہو تو نیک باعصمت اور خاوند مالدار ہو گا۔

گھٹنے پر تل: دا کیس گھٹنے پر ہو تو یار بیاں (زندہ دل اور خوش مزاج) شخص کی پیچان ہے۔ اسے گھر اور خاندان سے بے حد لگاؤ ہوتا ہے بہترین تاجر کی نشانی ہے۔

پیروں پر تل: سخت محنت کے ذریعے بچپن کی دشواریوں پر عبور ملتا ہے۔ کابھی بھی پائی جاتی ہے۔ انہیں اپنی صحت کا خیال رکھنا چاہیے۔

تلوفون پر تل: بے حد غمزدہ رہنے والا آدمی ہوتا ہے اور صحت سے غافل رہتا ہے۔ تہائی کو محفل پر ترجیح دیتا ہے۔

ایڑھی پر تل: دماغ اور جسمانی طور پر بے حد تیز اور طرز ارشخ فیض کی پیچان ہے، چاہے تو بہت کچھ کر سکتا ہے دولت بھی مل سکتی ہے۔ مگر عموماً معمولی چیزوں پر لڑتا اور انجھتار ہوتا ہے۔

پاؤں کی چھت پر تل: کھلاڑی مزاج اور سخت جھگڑا لو، نہایت چھپا شخص ہوتا ہے۔

ٹخنوں پر تل: اگر حامل مرد ہے تو اسکی علامت بزدلی اور دبوپن (کسی کے دباویں آنے والے) کی ہے اگر عورت ہے تو یہ خوش مزاجی اور تعاوون پسندی کی علامت ہے۔

جزواں تل: اگر کسی مقام پر دو (۲) تل ہوں، مثلاً حوزی پر دونوں جانب تو ایسے تلوں کو جزاں تل کہتے ہیں۔ ایسے اشخاص دو ہری شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ اگر کسی مقام پر بالکل آس پاس دو (۲) تل موجود ہوں تو اس کا مطلب ہوتا ہے دو (۲) محبتیں۔ یعنی ایسے لوگ دو (۲) محبتیں کرتے ہیں۔

سیدنا عزیز علیہ السلام کا تل

أَوْكَالِذِي مَرَّ عَلَى قَرْبَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنِي يُؤْخِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَّا هُوَ اللَّهُ مِنَّهُ

عَامٌ ثُمَّ بَعْدَهُ قَالَ كُمْ لِبِثَ قَالَ لِبِثُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لِبِثَ مِائَةً عَامٌ فَانظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهُ وَانظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلَا جُعَلَكَ أَيْةً لِلنَّاسِ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ آتَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

ترجمہ: یا اس کی طرح جو گزر ایک بستی پر اور وہ ڈھنی پڑھی تھی اپنی چھتوں پر بولا اسے کیونکر جلانے کا اللہ اس کی موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھرا عرض کی دن بھر ٹھرا ہوں گا، یا کچھ کم فرمایا نہیں بلکہ تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کر اب تک بونہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ (کہ جس کی بذیاں تک سلامت نہ رہیں) اور یہ اس لئے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکہ ہم انہیں اٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔
(پارہ ۳، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۵۹)

قرآن مجید میں حضرت عزیر علیہ السلام کا یہ قصہ تیسرے (۳) پارہ کے دوسرے (۲) روئے میں ہے کہ آپ کو ایک سو (۱۰۰) سال کے بعد نئی زندگی ملی تو آپ اپنی آرام گاہ (جہاں سو (۱۰۰) سال گزارے) سے اٹھے اور اپنے گدھے پر سوار ہو کر محلہ میں تشریف لائے۔ لیکن نہ انہیں لوگ پہچانتے تھے اور نہ وہ لوگوں کو، بلکہ مکانات کی بیت بھی تبدیل تھی۔ اپنے گمان پر ہی چلتے چلتے اپنے گھر پہنچے، وہاں ایک بڑھیانا بنیا اور بالکل اشخنشی بیٹھنے سے عاجز موجود تھی۔ اسی بڑھیانے حضرت عزیر علیہ السلام کا زمانہ پایا تھا۔ حضرت عزیر علیہ السلام گھر میں داخل ہوتے ہی فرمانے لگے یہ گھر عزیر کا ہے۔

بڑھیا بولی: ہاں اہے تو انہیں کا۔ لیکن حضرت عزیر علیہ السلام کے ذکر سے تمہیں کیا غرض؟ انہیں تو اس وقت پوری صدی (سو (۱۰۰) سال) گزر گئی۔ اب ان کا نشان تک باقی نہیں رہا اور یہ کہہ کر خوب روئی۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے فرمایا: بی! عزیر (علیہ السلام) میں ہی ہوں۔

بڑھیا بولی: سبحان الله عزوجل! یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کہاں عزیر علیہ السلام اور کہاں تم؟

حضرت عزیر علیہ السلام نے فرمایا: میں تھیک کہہ رہا ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک صدی تک موت دے دی تھی۔ اب اس نے مجھے پھر زندہ فرمایا ہے۔

بڑھیا بولی: اگر ایسی بات ہے اور واقعی تم عزیر (علیہ السلام) ہو تو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ مستجاب الدعوات (جس کی ذمہ قول ہو) تھے۔ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو میرے لیے دعا مانگو تاکہ اللہ تعالیٰ میری بینائی واپس لوٹا دے۔ اس پر مجھے

یقین ہو گا کہ واقعی تم عزیز علیہ السلام ہو۔

حضرت عزیز علیہ السلام نے اس بڑھیا کے لیے دعا مانگی اور اپنا ہاتھ اُس کی آنکھوں پر پھیرا تو اُس بڑھیا کی پینائی واپس آگئی۔ آپ نے اُس کے دونوں (۲) ہاتھ پکڑے اور فرمایا:

قم باذن اللہ

یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے انٹھ کھڑی ہو۔

چنانچہ وہ انٹھ کھڑی ہوئی اور بالکل صحیح و سالم اور تند رست تھی گویا کہ اُس کے پاؤں میں رہی تھی اور اُس نے اُس سے نجات پائی ہے۔ بڑھیا نے غور سے دیکھا تو واقعی وہی حضرت عزیز علیہ السلام تھے تو فوراً کہا:

اشهد انک عزیز

یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ واقعی عزیز (علیہ السلام) ہیں۔

وہ بڑھیا بھی اسرائیل کے محلوں میں چل پڑی۔ یعنی اسرائیل اپنی مجلسوں کے مختلف مشاغل میں مصروف تھے ان میں عزیز علیہ السلام کے صاحبزادہ بھی تھے جو اُس وقت ایک سو اخبارہ (۱۸) سال کے تھے بلکہ ان کے پوتے، پرپوتے بھی بودھے ہو چکے تھے۔

بڑھیا نے زور سے پکارا: بھاگ کے آجائو! عزیز علیہ السلام تمہارے ہاں تشریف لائے ہیں۔ لوگوں نے بڑھیا کی ایک نہ سنبھالی۔

بِرْزَمْ قَيْضَانْ أَوْيَسِيَّهْ

بڑھیا نے کہا: ذرا غور تو کرو یہ انہی کی دعا ہے کہ میں اس حالت میں ہوں یعنی بینائی مل گئی اور تند رست ہو گئی ہوں وغیرہ وغیرہ۔

لوگوں نے یقین کر لیا اور عزیز علیہ السلام کی طرف ٹوٹ پڑے۔ عزیز علیہ السلام کے صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میرے باپ کے دو (۲) بازوؤں کے درمیان ہلال کی طرح ایک سیاہ تل تھا۔ اگر وہ ہے تو سمجھوں گا کہ واقعی آپ میرے باپ (عزیز علیہ السلام) ہیں۔ چنانچہ حضرت عزیز علیہ السلام نے دونوں بازوؤں کو ٹوکھو لے تو واقعی وہ تل موجود تھا۔

بخت نصر (ایک بادشاہ کا نام) نے اپنے دور میں چالیس ہزار (۳۰,۰۰۰) تورات کے حفاظ کو قتل کرایا تھا۔ اس کے بعد ان کے پاس تورات کا ایک نسخہ بھی نہ رہا اور نہ ہی کسی کو تورات زبانی یاد تھی۔ لیکن حضرت عزیز علیہ السلام نے تمام تورات اُن سب کو سنا دی، اور ایسی صحیح کہ زیر وزیر اور نقطے کا بھی فرق نہ آیا۔ جن لوگوں کو بخت نصر نے قیدی بنایا تھا ان کی اولاد میں

سے ایک وہاں موجود تھا جو کہ بخت نصر کے مرنے کے بعد بیت المقدس میں آ کر مقیم ہوا، کہنے لگا کہ: میرے باپ نے مجھے دادا کی بات سنائی کہ ہم نے بخت نصر کی قید کے دوران تورات کو انگور کے باغ میں دفن کر دیا تھا۔ اگر مجھے اپنے دادا کے باغ کی نشاندہی کراؤ تو میں تمہیں وہ تورات نکال دوں گا۔ چنانچہ وہ سب لوگ اُس باغ میں پہنچے تو وہاں سے تورات نکال کر عزیز علیہ السلام کی قرأت کا مقابلہ کیا تو حرف بحروف صحیح لکھا۔ تب انہیں یقین ہوا کہ یہ واقعی وہی عزیز علیہ السلام ہیں۔ لیکن بد قسمتوں نے کہنا شروع کر دیا کہ عزیز (علیہ السلام) ابن اللہ ہیں۔ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ اس نسبت سے پاک اور منزہ ہے۔ (روح البیان، پارہ 3)

سبق

اس قصہ میں سبق ہے کہ جو شخص دعا کے آداب بجا لائے تو اُس کی دعا ضرور جلد قبول ہوتی ہے جس میں اُسے کوئی مشقت بھی نہ ہوگی۔ جب دعا کے آداب بجا نہ لائے تو پھر اسے ضرور مشقت ہوتی ہے اور قبولیت میں بھی دری ہوتی ہے۔ **فائضہ:** حضرت عزیز علیہ السلام کے واقعہ پر خالقین کمالات انبیاء علیہ السلام کے اعتراضات اور ان کے جوابات فقیر کی تصنیف ”تفسیر اویسی“ میں ہیں اور یہ واقعہ ایک قسم کی پہلی بھی ہے۔ فقیر نے ”رسالہ اسلامی پہلیاں، حصہ اول“ میں مفصل لکھ دیا ہے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لا تل

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صوبہ یمن میں کپڑے کی تجارت فرمایا کرتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے حضور اکرم ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے بغداد کے قبیلہ کے ایک بہت بڑے شیخ سے ملاقات کی اُس وقت ان کی عمر تین سو نوے (۳۹۰) برس تھی اور وہ اپنے زمانہ میں بہت بلند پایہ عالم تعلیم کئے جاتے تھے۔ میری ان سے بات چیت ہوئی وہ شیخ ازدی کے نام سے مشہور تھے۔

شیخ ازدی: میرا خیال ہے آپ حرم مکہ کے رہنے والے ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: جی ہاں!

شیخ ازدی: میرا خیال ہے کہ آپ قبیلہ بنی تمیم سے ہوں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: جی ہاں! میں قبیلہ بنی تمیم سے ہوں اور میرا نام عبد اللہ بن عثمان ہے۔

شیخ ازدی: بس اب مجھے آپ سے صرف ایک بات پوچھنی ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: جی ہاں، خوشی سے، ارشاد فرمائیے۔ کیا ارشاد ہے؟

شیخ ازدی: آپ اپنے پیٹ سے کپڑے اٹھائیں میں کچھ دیکھنا چاہتا ہوں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: میں حکم کی تعمیل سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ آخر آپ کا مقصد کیا ہے؟

شیخ ازدی: میرا علم نہایت وسیع، ملاوت اور مبالغہ سے بالکل صاف ہے اور میرے علم کا ذخیرہ نہایت ہی سچا ہے۔ اس صحیح علم کی روشنی میں مجھے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حرم مکہ میں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے اور ایک کہل (ادھیز عمر کا انسان) اُس کا مددگار ہو گا۔ ادھیز عمر والے انسان کی سب علامتیں آپ کے اندر موجود ہیں صرف ایک علامت مجھے دیکھنی ہے وہ علامت یہ ہے کہ اُن کے پیٹ پر ناف کے اوپر سیاہ تل ہو گا اور اُن کی بائیں ران پر بھی ایک نشان ہو گا آپ کا کوئی حرج نہیں آپ مجھے ران اور پیٹ دکھلادیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کرتے اٹھایا۔ شیخ نے آپ کی ناف کے اوپر تل دیکھ کر فرمایا: رب کعبہ کی قسم! کہ آپ ہی اُس آخری مقدس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معاون ہیں اور میں آپ کو ایک نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کا خوف کرنا، راہ حق پر نہایت ہی ثابت قدم رہنا، صراطِ مستقیم سے رائی برابر بھی کنارہ نہ کرنا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے یمن میں اپنا کام کا ج مکمل کیا اور شیخ سے الوادی ملاقات کی۔

شیخ نے مجھے فرمایا کہ میرا یہ پیغام سید الانام ﷺ کی بارگاہ میں پہنچاوینا۔“

شیخ کا پیغام

”میری عمر تین سو نوے برس تک پہنچ چکی ہے اور میرا بدن کمزور ہوتا جا رہا ہے اس لبی عمر میں بہت سے عبرت آموز واقعات میں نے دیکھے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ مجھے نبی آخر الزمان ﷺ کی نبوت سے مستفیض ہونا نصیب ہو جائے۔ الحمد لله عزوجل کہ مجھے وہ بارکت زمانہ نصیب ہوا میں اگر چہ ان سے دور ہوں۔ لیکن میں ان کی ختم رسالت اور دعوت حقہ کو دل سے قبول کر چکا ہوں۔“

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شیخ کی نصیحت اور پیغام لے کر مکہ مکرمہ پہنچا تو معلوم ہو اکہ حضرت رسول اکرم ﷺ لوگوں کو دین حقد کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ میرے پاس عقبہ بن ابی شیبہ بن ریبیعہ اور

ابو جہل آئے اور کہا کہ ”محمد بن عبد اللہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟“ - اس کے بعد میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دروازہ گھنکھایا۔

آپ ﷺ نے عرض کی کہ ”یا حضرت ﷺ! آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے راستے کے خلاف نئے راستے کی دعوت دی اور لوگوں کی نظروں میں جو عظمت حاصل تھی اُس کو کھو بیٹھے۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”بے شک میں آپ کی طرف اور دنیا بھر کے انسانوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ بس تم اللہ پر ایمان لاو۔“

میں نے کہا ”نبوت پر کیا دلیل ہے؟“ آپ سے لے کر ہذا فتنہ
آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”وہ شیخ جس کو آپ یمن میں ملے تھے۔“

میں نے کہا۔ ”میں یمن میں کاروباری سلسلہ میں بہت سے مشائخ سے مل چکا ہوں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”وہ شیخ جس نے آپ کو صحبت فرمائی اور پیغام دیا۔“

میں نے کہا۔ ”اے میرے محبوب ترین دوست! آپ کو میری اور شیخ کی بات چیت کا پتہ کس نے دیا۔“

آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”مجھے اُس اللہ تعالیٰ نے پتہ دیا ہے جس نے تمام سابقہ انبیاء کرام علیہ السلام کو نبوت بخشی اور مجھے ختم نبوت کا مقام مرحمت فرمایا۔“

میں نے عرض کیا کہ ”آپ اپنا ہاتھ مبارک بڑھا میں تاکہ میں دعوت حق کو قبول کر کے اسلام قبول کروں۔“ میرے اسلام قبول کرنے پر آنحضرت ﷺ نے انتہا سرور ہوئے۔

(الصواعق المحرقة لابن حجر، صفحہ 147-148، مطبوعہ مصر)

فواہد: (۱) رسول اللہ ﷺ کے چہے کا کیا کہنا کہ ایک بوزہ عالم کیسی تنالئے بیٹھا تھا اُس کے پیغام سے اندازہ لگائے۔

(۲) نہ صرف رسول اللہ ﷺ بلکہ آپ کے یار غارضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہ صرف چرچا بلکہ ان کی صورت و سیرت کا کامل نقشہ اللہ تعالیٰ نے سابق صحیفوں میں لکھوا دیا یہاں تک کہ ان کی ران کا تل بھی لکھ دیا۔

(۳) رسول اللہ ﷺ پر پہلا مجرزہ ہی علم غیب کا ثبوت ہے جس کی تصدیق صدقیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو آنے والے تمام ایمان والوں کو سبق دیا کہ اصلی ایمان وہی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کی تصدیق ہو۔

حضرت انس بن نضر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتل

حضرت انس بن نضر (انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ) غزوہ بدرا میں حاضر تھے۔ انہوں نے چاہا کہ غزوہ احمد میں حاضر ہو کر جلائی کر کے گز شہنشہ عدم حاضری کا بدلہ کریں۔ جب انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ ہم نے سنائے ہے حضور ﷺ کی شہادت پاچھے ہیں اس کے بعد وہ صحابہ کے پاس پہنچے اور کہا ”کیا یہ جائز ہو گا کہ تم زندہ رہو اور تمہارے نبی (ﷺ) کو شہید کر دیا جائے؟“ یہ کہہ کر تلوار کشید کر کے دشمنوں پر حملہ آور ہوئے اتفاقاً قاسعہ بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے۔ ایک روایت میں ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اُن سے فرمایا ”خدا کی قسم مجھے اُحد کی طرف سے جنت کی خوبیوں آرہی ہے۔“ اس کے بعد لشکرِ کفار کے قلب پر حملہ کیا اور خوب دادشجاعت دی یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ اور یہ بات پایی صحت کو پہنچی کہ اُن کو اسی (۸۰) کے قریب زخم آئے تھے۔ چنانچہ اُن کا جنگ شریف (جسم مبارک)، شہیدوں کے درمیان معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اُن کی انگلی کے ایک قتل سے انہیں پہچانا۔

سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

المناقب الموفق میں ہے کہ سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کھود کر آپ کے جسم پاک کی ہڈیاں جدا جدا کر رہے ہیں اور پھر اُن ہڈیوں کو اپنے سینے سے لگا رہے ہیں۔ نیند سے اٹھنے تو آپ اس خواب سے نہایت خوفزدہ تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی پریشانی اور خواب کے عالم میں بصرہ پہنچے اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے خواب کی تعبیر دریافت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ ”آپ اپنی پشت سے قمیص اٹھائیں“۔ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے دو (۲) کانڈھوں کے درمیان ایک قتل کا نشان پایا۔ آپ نے دیکھ کر نہایت سررت میں فرمایا کہ ”آپ ہی وہ ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں جن کے متعلق حضور نبی پاک ﷺ نے شہادتیں دی تھیں اور آپ اس خواب کی روشنی میں حضور نبی پاک ﷺ کی ختنیں زندہ کریں گے۔“ (مناقب الموفق)

آخری گزارش : فقیر نے کالے قتل کے خواص لکھ کر بعض بزرگوں کا ذکر کیا ہے جن میں ایک نبی، ایک صدیق، ایک صحابی اور ایک امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل ہیں اور بطور ثبوت اُنکے قتل کا ذکر کر دیا ہے تاکہ ہر شخص اپنے بارے میں قتل کا خاصہ پڑھ کر اپنا معاملہ خود سمجھ سکے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور، پاکستان

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>